بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایران کے سنی مسلمانوں کی حالت زار ---- اقلیت در اقلیت!

ایک درد بھری کہانی ---- حافظ علی اکبر ملا زادہ ایرانی کی زبانی

ایران میں سنی مسلمانوں کی عام حالت یوں تو شاہ کے عہد میں بھی کوئی زیادہ تسلی بخش نہیں تھی لیکن نام نہاد اسلامی انقلاب کے بعد تو ان کی زندگی عذاب بنا دی گئی ہے ، شاہ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے ایرانی قوم کو شیعہ ، سنی ، بلوچی ، کردی ، ترکمانی اور کئی دیگر قومیتوں اور لسانی گروہوں میں بانٹنے کی حکمت عملی پر کاربند تھا۔ لیکن ہم اس کی چال میں نہ آئے اور باہم متحد و متفق رہ کر انقلابی تحریک میں روح اللہ خمینی کا ساتھ ان کی اس یقین دہانی اور واضح اعلانات کے پیش نظر دیا تھا کہ یہ کسی مخصوص فرقہ کی تحریک نہیں بلکہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی انقلاب ہے اور یہ کہ اس کی کامیابی کے بعد اہل السنہ کو بلاامتیاز برابری کی بنیاد پر سماجی اور مذہبی حقوق دیئے جائیں گے۔ اسی اعتماد پر ہم نے انقلاب میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

لیکن شاہ کا تختہ الٹتے ہی عہد شکنی اور دغابازی کا کھلا عملی مظاہرہ شروع ہو گیا۔ جمہوریہ ایران کے آئین میں جو جناب خمینی کی نگرانی میں زیر تکمیل تھا ، شیعیت کو ریاست کا سرکاری مذہب اور رہنما قرار دیا گیا۔ اسلامی ریاست کی بجائے ایران کو شیعہ ریاست قرار دیکر سنیوں کو من حیث القوم جملہ سرکاری مناصب اور پالیسی ساز اداروں کی رکنیت سے بیک قلم بے دخل کر کے تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا ، نتیجہ یہ ہوا کہ ایران میں آئینی طور پر ان کی الگ کوئی حیثیت باقی نہ رہ گئی ، ان کے لئے آئین سازوں نے ایک ہی راستہ چھوڑا تھا کہ وہ حقوق کی بازیابی کے لئے شیعہ مذہب اختیار کر لیں ، موجودہ صورت میں آئین کی رو سے تو ان کو یہودی ، مجوسی ، آرمنی ، عیسائی اقلیتوں جیسے حقوق سے بھی محروم ہو جانا پڑا۔ آئینی حقوق سے محرومی کا صدمہ بانگاہ کیا کم تھا کہ انہیں مزید آزمائشوں سے دوچار کردیا گیا۔ سنی اکثریتی صوبہ میں اس

بے انصافی اور زیادتی خلاف آواز اٹھائی گئی جو ایک قدرتی امر تھا' لیکن شنوائی اور داد رسی کی بجائے طاقت کا طاغوتی طریق کار اپنایا گیا ' اپنے ہی ملک کے شہریوں کے ایک بڑے طبقہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنا کر ان کی آواز کو بے دردی سے کچلا گیا۔

☆ انقلابی حکومت کا پہلا ہدف سنی اکثریت کا صوبہ کردستان بنا جہاں اپنے کیمونسٹ ایجنٹوں کے ذریعہ احتجاجی جلسہ و جلوس کا ڈرامہ رچایا گیا پھر اس کو جواز بنا کر کرد آبادیوں پر نیپام بم برسا کر بے شمار قصبوں اور قریوں کو خاکستر کر دیا گیا ' ہزاروں کی تعداد میں مردوں ' عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ لاتعداد عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ شیعہ علماء نے کرد مسلمانوں کے خلاف اس بربریت کو کافروں کیخلاف جہاد قرار دیا۔

☆ بربریت کا یہی عمل منظم طور پر بندر لنگہ کے سنی مسلمانوں کے خلاف دہرایا گیا ' ان پر عین نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران حملہ کرکے آتشیں خودکار اسلحہ سے بیسیوں نمازیوں کو شہید کر دیا گیا۔

☆ ترکمان صحرا کے سنی قصبہ کے گرد گھیرا ڈال کر آبادی کو محصور کر دیا گیا ' ذاتی ضروریات کے سلسلہ میں گھروں سے باہر قدم نکالنے والے مردوں اور عورتوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

☆ سنی آبادی کے صوبہ بلوچستان کے صدر مقام زاہدان کو ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت دہشت گردی اور بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ شہر میں کرفیو نافذ کرکے سینکڑوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا بری طرح زخمی کردیا۔ اس وحشیانہ کاروائی کی تکمیل پر جناب خمینی نے سابقہ وزیر خارجہ ڈاکٹر ابراہیم یزدی کو علاقہ میں سنی آبادی کی شکایت اور مطالبات سے متعلق رپورٹ مرتب کرنے پر مامور کیا۔ ڈاکٹر یزیدی نے اپنی رپورٹ میں دوسری تجاویز کے ساتھ اس بات کی بھی سفارش کی کہ ایرانی آئین میں ترمیم کے ذریعے جمہوری نظام میں سنی فرقہ کے الگ اور واضح سماجی و مذہبی حقوق کو یقینی بنایا جائے۔ آیت اللہ خمینی نے رپورٹ کی سفارشات سے اتفاق کیا اور کہا

کہ انہیں ایسا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پھر اس سلسلہ میں مزید کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

بدقسمتی سے ایران میں ہمارا واسطہ ایسی قیادت سے آن پڑا ہے جس کا ایمان ہے کہ حقیقت حال کو چھپانا (کتمان) اور دروغ مصلحت آمیز (تقیہ) سے کام لینا مذہبا لازم ہے اور تقویٰ اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

سنی مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے۔ ان کے خلاف ہر طرح کا ظالم اور جبر اپنانے اور دستور پر شیعیت کی چھاپ لگانے کے خلاف آواز دو سنی ارکان اسمبلی میرے والد مولوی عبدالعزیز اور علامہ احمد مفتی زادہ نے نہ صرف دستور ساز اسمبلی میں اٹھائی بلکہ جناب خمینی کو ان سے ملاقات کے دوران اپنے خیالات سے آگاہ کیا ' لیکن ہر کوشش بے سود رہی! میرے والد کی وہ تقریر دستور ساز اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے جس میں انہوں نے سینوں کے خلاف آئینی اقدامات کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے انتباہ کیا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان نفاق و نفرت کو ہوا دینے اور سنی مسلمانوں کو ان کے شہری حقوق سے محروم رکھنے سے گریز کیا جائے ورنہ یاد رہے کہ موجودہ انقلاب کا بھی آخرکار وہی انجام ہوگا جو شاہ ایران کا ہو چکا ہے۔

بعد کے واقعات سے ہمارا خیال یقین میں بدل گیا کہ سنی مسلمانوں کے خلاف اس معاندانہ پالیسی کے پیچھے خود خمینی کا اپنا ہاتھ رہا تھا ' میرے والد دستور ساز اسمبلی کی رکنیت سے دستبردار ہو چکے تھے ' علامہ احمد مفتی زادہ کرد گزشتہ سات سال سے قیدوبند کی صعوبتوں اور اذیتوں سے گزر کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے ہیں۔ قید تنہائی نے ان کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا ہے وہ سننے ' چلنے پھرنے اور وضو کرنے سے محروم ہو چکے ہیں۔ قیدوبند کی اذیتوں اور خوف و ہراس مولوی عبدالمالک ' مولوی عبدالعزیز یارگی ' نصیر سبحانی ' مولوی دمانی اور مولوی نذر محمد جیسے بہت سے سنی علماء کا مقدر بن چکا ہے ' ان کا جرم صرف یہ ہے کہ انہوں نے سینوں کے خلاف روا رکھے جانے والے ظلم وجبر کے خلاف آواز اٹھانے کی جسارت کی تھی۔

حکومت کے عزائم کا جلد ہی انکشاف ہو گیا وہیں اس کے اظہار میں نچلے درجے کی شیعہ قیادت نے کسی طرح کے احتیاط برتنے کی بھی چنداں ضرورت نہ سمجھی اور برملا کہنا شروع کیا کہ خمینی حکومت دراصل شعیت کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں کوشاں ہے اور مذہبی اعتبار سے ایران کو سو فیصد شیعہ آبادی میں تبدیل کرنے کے لئے صفوی دور کی پالیسی پر عمل پیرا ہے ۔ یاد رہے کہ چند صدی قبل (سنہ ۱۵۰۱ء) جب شاہ اسمٰعیل صفوی کا تسلط قائم ہوا تو ایران میں سنی مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی ۔ جن جن علاقوں تک صفوی افواج کی رسائی ممکن ہو سکی ' وہاں سنی اکثریت کو بزور شمشیر شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا ' لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ' بے شمار مسلمان ہجرت کرکے وسطی ترکستان چلے گئے جو بچ گئے تھے انہیں شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا ۔ اس طرح ایران کے تمام وسطی علاقہ سے سنی آبادی کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا ' یہی وجہ ہے کہ آج ایران میں سنی اکثریت صرف ان سرحدی دور افتادہ کوہستانی اور صحرائی صوبوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے جو صفوی لشکر کے دست و برد سے باہر تھے ۔

تہران کے دور حاضر کے صفوی حکمران ' سنی مردوں کے قتل عام ' انہیں جبراً شیعہ مذہب اختیار کرنے اور نقل وطن کرنے پر مجبور کرنے کے ایک سہ جہتی دس سالہ منصوبہ پر عمل پیرا ہیں ' ان کا خیال ہے کہ اس طرح اپنے مردوں اور نو جوانوں سے محروم ہو کر لاوارث بیوہ عورتیں اور بچے خودبخود ولایت فقیہ (شیعہ حکومت) کے رحم و کرم پر ہوں گے ۔ اس پروگرام پر عمل درآمد کا سلسلہ جو ایران ر عراق طویل جنگ کی وجہ سے التواء میں پڑ گیا تھا ' جنگ ختم ہوتے ہی دوبارہ پورے جوش و جذبہ سے شروع کر دیا گیا ہے ۔ چنانچہ موجودہ صورت حال کچھ یوں ہے :

آج حکومت کا کوئی وزیر ' نائب وزیر ' سفیر ' فوجی ' جج ' گورنر جنرل ' گورنر ' سرکاری فاونڈیشنوں یا کارپوریشنوں کا سربراہ وغیرہ کوئی سنی مسلمان نہیں ہے ' مختصر یہ کہ ریاست یا انتظامیہ کا کوئی عہدہ دار سنی نہیں ملے گا ۔ حد تو یہ ہے کہ سنی علاقوں میں

متعین قاضی جج بھی شیعہ ہیں ۔ آئین کی رو سے بعض اہم عہدے تو شیعہ کے لئے مختص ہیں لیکن عملی طور پر کم و بیش تمام آسامیوں پر صرف حکمران شیعہ فرقہ کی اجارہ داری ہے۔

ایران میں تمام سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ فرقہ ورانہ شیعی عقائد و نظریات کے پرچار کی پالیسی اپنا کر اہل السنۃ اور اسلام کے خلاف مسلسل ایک مہم جاری ہے ' اسلامی اقدار و شعائر اور اسلاف کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے ' پہلے تین خلفائے راشدین اور امہات المسلمین پر تبرا بازی کو شعار بنا لیا گیا ہے ' سنی مکتب اسلام کے خلاف یکطرفہ پروپیگنڈہ مہم کا وطیرہ اپنایا گیا ہے ۔ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی سطح تک درسی کتابوں میں دیگر تمام مستند اور مروجہ دینی و فکری نظریات کو نظر انداز کرکے جانبدارانہ انداز میں شیعی عقائد و نظریات کا یک طرفہ پرچار کیاجاتا ہے ۔ سنی طلباء کو یونیورسٹی سطح پر حصول تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ زاہدان یونیورسٹی جو ایرانی بلوچستان کی ۹۰ فیصد علاقائی سنی آبادی کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی تھی کہ دوردراز طلباء میں سے صرف ۹ سنی طلباء کو داخلہ دیا گیا ہے ۔ بقیہ تمام طلباء شیعہ ہیں جو دوسرے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں یہاں لاکر اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں ۔

اہل سنت کو ایسی کتابیں ' مقالے ' مضامین 'کتابچے ' رسالے اور ماہنامے چھاپنے اور نشر کرنے کی قانوناً قطعاً اجازت نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے عقائد و نظریات ' اپنی تواریخ ' اپنی ثقافت اور اپنے دین کی تشہیر صرف اپنے نجی حلقوں میں کرنا چاہتے ہیں ۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو قید کی سزا دی جاتی ہے ۔

تہران میں اعلنہ کی مجموعی آبادی پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے لیکن اس بڑے شہر میں ان کی ایک بھی مسجد نہیں جہاں وہ کم ازکم جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرسکیں ۔ اس پابندی کے ذریعہ انہیں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ شیعہ امام کے پیچھے شیعہ مساجد میں نماز ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ سنی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو پاکستانی

سفارت خانہ کے اسکول میں ہونے والی جماعت میں شریک ہو کر نماز جمعہ ادا کرنی پڑتی ہے ۔ کاروبار ' زراعت اور صنعت کی اسکیموں میں امداد کے لئے بینک کے قرضے ' لائسنس اور دیگر مراعات اور سہولتیں صرف اہل تشیع کے لئے مخصوص ہیں خواہ ان اسکیموں کا تعلق ان علاقوں ہی سے کیوں نہ ہو ۔ جہاں سنی غالب اکثریت میں ہیں ۔

حکومت اھل السنہ کے علاقوں میں باہم لڑاؤ اور حکومت کرو ' کی پالیسی اپنا کر ایک سنی قبیلہ کو دوسرے سنی قبیلہ کے خلاف مسلح کر کے آپس میں لڑاتی رہتی ہے ۔

تہران کے موجودہ حکمرانوں نے شیعہ آباد کاروں کو باہر سے لاکر ان علاقوں میں بسانے کی پالیسی اپنا رکھی ہے جہاں آج بھی سنی آبادی کی غالب اکثریت باقی ہے ' سنی آبادی کو اقلیت میں بتدیل کرنے کی اس پالیسی کے تحت جواں سال مردوں اور نوجوانوں کی پاکستان اور خلیج کی ریاستوں میں نقل مکانی کی حوصلہ افزائی سرکاری سطح پر کی جاتی ہے ۔

اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے جبرو تشدد اور ناانصافیوں کے خلاف سنی رہنماؤں کی ہر آواز کو سختی سے دبا دیا جاتا ہے اور کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا گیا ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ یا اور کسی ذریعہ سے آواز اٹھا کر داد رسی حاصل کر سکیں ۔